تار کا پتہ الفضل قادیان

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳ | مورخہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۴

احراریوں کے تین سال کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کے تین سال

لیکن اس وقت جبکہ شہید گنج کی مسجد کے سلسلہ میں مسلمانان لاہور بہت بڑی مصیبت میں مبتلا تھے۔ ان کی راہ نمائی کرنے کا بار جن لیڈروں نے اپنے کندھوں پر اٹھانے کی جرأت کی۔ انہیں لاہور سے باہر جاکر نظر بند کر دیا گیا۔ اور مسلمان نہایت پریشانی۔ اور سراسیمگی کی حالت میں چلا چلا کر کہہ رہے تھے۔ کہ وہ لوگ جو ہمارے راہ نما بننے کے مدعی ہیں۔ آئیں۔ اور آکر بتائیں۔ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ اور کس طرح کرنا چاہیئے۔ اس وقت احراری لیڈر کانوں میں روئی ٹھونس کر اور آنکھوں پر پٹی باندھ کر لاہور سے پسرور ضلع سیالکوٹ جا پہونچے۔ تاکہ وہاں جشن منائیں۔ دعوتیں اڑائیں۔ اور مختلف ڈھنگوں سے عوام کو لوٹ کر اپنی جیبیں بھر لائیں۔

اس مقصد اور مدعا کے حصول کے لئے وہاں جو کچھ کیا گیا۔ اور جس قسم کے سبز باغ دکھا کر لوگوں کے اموال پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ اس کا کسی قدر پتہ اس تقریر سے لگ سکتا ہے۔ جو آلو مہاری گدی نشین نے کی۔ اور اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں سب سے پہلے تو حصول زر پر زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ کہا گیا:۔

"سرمایہ دار کا روپیہ جوبلی فنڈ۔ اور وائسرائے فنڈ میں جاتا ہے۔ مگر غریب۔ اور ایمان دار مسلمان کا جان اور مال اللہ کی راہ میں صرف ہوتا ہے"

مطلب یہ کہ احراریوں کے نزدیک ایماندار مسلمان وہی ہے۔ جو نہ تو حکومت انگریزی کی کسی تقریب میں حصہ لے۔ خواہ وہ ملک معظم کے نام سے ہی منعقد کی جائے۔ اور نہ مصیبت زدوں کی امداد کے لئے کچھ دے خواہ اس کی تحریک وائسرائے ہند کریں۔ بلکہ جو کچھ دے۔ احراریوں کو دے۔ اور پھر یہ نہ پوچھے کہ احراری لیڈر اسے کہاں صرف کرتے ہیں۔

چونکہ اپنی کامیابی کے متعلق بے حد غلط بیانیوں۔ اور دھوکہ دہیوں کے باوجود احراریوں کی آمدنی کی اب پہلی سی صورت نہیں رہی۔ جیسا کہ ان خفیہ خطوط سے بھی ظاہر ہے۔ جو احراری لیڈر ہر جگہ کے معزز اور سرکردہ لوگوں کو بھیج رہے ہیں۔ اور جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ عام طور پر ردی کی ٹوکری کی زینت بن رہے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو خفیہ اور علانیہ طور پر ایک عجیب فریب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور وہ یہ کہ جماعت احمدیہ پر غالب آنے کے لئے تین سال کی میعاد مقرر کی گئی ہے۔ چنانچہ آلو مہاری گدی نشین نے بھی کہا:۔

"برادران اسلام! اگر تین سال تک مسلسل تم نے مرزائیت کی مخالفت کا علم بلند رکھا۔ اور مجلس احرار کا ساتھ دیا۔ تو پھر کوئی مرزائی زیارت کے لئے بھی نہیں ملے گا"

صاف اور سادہ الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مسلمان اس وقت احراریوں کو اپنے گھر لوٹنے کی اجازت دے دیں۔ اور خود تین سال تک آنکھیں بند کرکے بیٹھے رہیں۔ اس عرصہ کے بعد جب وہ آنکھیں کھولیں گے۔ تو پھر انہیں "کوئی مرزائی زیارت کے لئے بھی نہیں ملے گا" ممکن ہے۔ احراریوں کو کچھ ایسے عقل کے کورے اور گانٹھ کے پورے لوگ مل جائیں۔ جو ایک طرف تو اپنا۔ اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر احراری لیڈروں کے گھر بھرتے رہیں۔ تاکہ وہ اپنے لئے اور شاندار مکانات تیار کر سکیں۔ اور جائدادیں خرید لیں۔ دوسری طرف تین سال کے لئے آنکھیں موندھ کر اس امید میں بیٹھ جائیں۔ کہ جب وہ آنکھیں کھولیں گے۔ تو دنیا میں کوئی احمدی انہیں دکھائی نہ دے گا۔ لیکن عقل و سمجھ رکھنے والا ہر شخص غور کرسکتا ہے۔ کہ گذشتہ دو اڑہائی سال کے عرصہ میں احراریوں نے ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور لگانے انسانیت اور شرافت کی مٹی پلید کرنے۔ بڑے بڑے بہتان۔ اور ذی اثر لوگوں کے کھونٹے پر ناچنے اور مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ تباہ و برباد کرنے کے باوجود کونسی کامیابی حاصل کی۔ کہ آئندہ کرسکیں گے۔ بے شک انہوں نے احمدیوں کو ستانے اور دکھ دینے میں حد کردی۔ جماعت احمدیہ کی دل آزاری کے لئے بدزبانی اور بدگوئی کو انتہا تک پہونچا دیا۔ احمدیوں کو جانی۔ اور مالی نقصان پہونچانے میں کمی نہ کی۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ جماعت احمدیہ عقیدت اور اخلاص میں پہلے سے بھی بہت زیادہ مضبوط ہوگئی۔ خدا تعالےٰ کی راہ میں جانی اور مالی قربانیاں کرنے میں اور زیادہ بڑھ گئی۔ اور نہایت مضبوط ارادہ اور اٹل عزم کے ساتھ تمام روکاوٹوں کو دور کرکے منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے گامزن ہوچکی ہے۔

اس وقت ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں۔ جو یہ خیال کر رہے ہیں۔ کہ احراریوں کی فتنہ پردازیوں۔ اور شرارتوں نے جماعت احمدیہ کو کوئی نقصان نہیں پہونچایا۔ بلکہ اسے پہلے سے زیادہ مضبوط بنا دیا۔ اور اس کی قوت عمل میں بہت بڑا اضافہ کر دیا ہے جیسا کہ اس تحریر سے جو اسی پرچہ میں سندھ کے ایک بہت بڑے اور معزز مسلمان کی طرف سے شائع کی جارہی ہے۔ ظاہر ہے۔ لیکن یہ بات تو ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ کہ احراریوں کی جان توڑ کوششوں اور انتہائی شرارتوں۔ اور ایذا رسانیوں کے باوجود جماعت احمدیہ کی ترقی میں روکاوٹ نہیں پیدا ہوئی۔ بلکہ پہلے سے زیادہ تیز ہوگئی ہے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے تیز تر ہوتی جارہی ہے جیسا کہ ان فہرستوں سے ظاہر ہے۔ جو "الفضل" میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

ان حالات میں احراریوں کا یہ کہنا کہ تین سال تک کوئی احمدی زیارت کے لئے بھی نہیں ملے گا۔ نہایت ہی مضحکہ خیز بے ہودہ سرائی نہیں تو اور کیا ہے۔ غور تو کرو جب احمدیت کو دنیا اس وقت نہ مٹا سکی۔ جب بالکل ابتدائی حالت میں تھی۔ جب اسے قبول کرنے والے چند نفوس انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے تو آج جبکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیت چار دانگ عالم میں پہنچ چکی ہے۔ اور مخالفین بھی اقرار کر رہے ہیں۔ کہ احمدیت کی شاخیں دور دور تک پھیل چکی ہیں۔ خود آلو مہاری گدی نشین نے احمدیت کی طاقت اور قوت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔ کہ "قادیانی فتنہ کے برابر کوئی فتنہ اب تک ظہور میں نہیں آیا۔" کون ہے جو احمدیت کے راستہ میں حائل ہو سکے۔ کجا یہ کہ کوئی احمدی دنیا میں باقی نہ رہنے دے۔

اگرچہ احراری اس قسم کے لغو دعوے عوام کو سہارا دے کر اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے کر بیٹھے ہیں۔ لیکن ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ انہیں اسی طرح سنیگی جس طرح ایک زندہ جماعت کو سننے کا حق ہے۔ احرار کا دعوےٰ ہے۔ کہ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں تین سال کے بعد کوئی احمدی دیکھنے کو بھی نہ ملے گا۔ اس کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کا فرض یہ ہے کہ وہ دنیا کو دکھا دے۔ کہ آج جو لوگ احمدیت کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تین سال کے اندر اندر احمدیوں کا نام و نشان باقی نہ رہنے دیں گے۔ خدا تعالےٰ کے فضل اور اس کی بخشی ہوئی توفیق سے اسی عرصہ میں ان کے گھروں میں بھی احمدیت داخل ہو جائے گی انشاء اللہ۔ اور گھر سے باہر نکل کر کسی احمدی کی زیارت کرنا تو الگ رہا وہ اپنے گھروں میں ہی دن رات احمدیوں کی زیارت کرنے لگ جائیں گے۔ بلکہ یہ بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان میں سے بعض خود بھی قابل زیارت بن جائیں۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کا ہر ایک فرد خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ مرد ہو یا عورت تہیہ کرے۔ کہ وہ اپنی تبلیغی کوششوں میں غیر معمولی اضافہ کر دے گا۔ اور اس راہ میں ہر قسم کی تکلیف اٹھانا اور ہر ایک قربانی اپنے لئے باعث راحت سمجھے گا۔ امید ہے کہ ہر ایک احمدی اس تین سالہ چیلنج کو بخوشی منظور کرے گا۔ اور انشاء اللہ تین سال کے گزرنے کے بعد دنیا دیکھ لے گی۔ کہ احمدیوں کے متعلق احراریوں کا دعوےٰ سچا نکلا۔ یا جماعت احمدیہ جو عزم اور ارادہ لے کر اٹھی۔ خدا تعالےٰ نے اس میں اسے کامیابی عطا کی۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے

حرم اول میں ولادت باسعادت

یہ خبر جماعت احمدیہ میں نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حرم اول میں ۲۵-۲۶ جولائی ۳۵ء کی درمیانی شب فرزند ارجمند تولد ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس تقریب سعید پر ہم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی طرف سے خلوص دل کے ساتھ ہدیۂ تہنیت پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں دعا کرتے ہیں ؎

بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں

۲۷ جولائی کو اس خوشی کی تقریب میں صدر انجمن کے دفاتر اور مقامی سکولوں میں تعطیل کی گئی۔

احراری لیڈروں کا عذر گناہ

آپس ہی میں تفرقہ ڈالنے کی ناپاک کوشش

دہلی کا روزنامہ "اقدام" ۲۷ جولائی مندرجہ بالا عنوانات کے ماتحت لکھتا ہے۔

نام نہاد احراری لیڈروں نے جن میں عطاء اللہ شاہ بخاری افضل حق اور حبیب الرحمٰن شامل ہیں۔ پریس کو ایک بیان دیا ہے۔ کہ احراریوں نے مسجد شہید کے قضیہ میں اس لئے دخل دینے سے انکار کر دیا۔ کہ مسلمانوں کا پہلو کمزور ہے۔ اور ایجی ٹیشن سے کوئی نتیجہ کے برآمد ہونے کی توقع نہیں ہے۔ مجلس احرار اس سے زیادہ مفید کام الیکشن کے سلسلہ میں کرنا چاہتی ہے۔ آخر میں مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ اپنا بڑھا ہوا قدم پیچھے ہٹا لیں۔ اور شکست کی ذلت سے بچیں احراری لیڈروں کا یہ بیان دراصل اپنی خفت مٹانے کے لئے ہے۔ آخر بیچارے کوئی عذر تو پیش کرتے جب انکی سمجھ میں کوئی بات ہی نہ آئی۔ تو انہوں نے مسلمانوں ہی کو یہ کہکر مطعون کرنا شروع کر دیا۔ کہ ان کا قانونی پہلو کمزور ہے۔ ایجی ٹیشن بے کار ہے۔ حالانکہ یہ سب جانتے ہیں۔ کہ اس وقت تک ایجی ٹیشن سکھوں کے حقوق قانونی کے خلاف نہیں ہو رہا ہے۔ بلکہ خلاف انسانیت حرکت کے خلاف یہ ایجی ٹیشن ہے۔ کیا احرار اس سے انکار کر سکتے ہیں؟

علاقہ سندھ کے ایک معزز مسلمان کا اعلان

احرار ہمیشہ مسلمانوں کی نمائندگی اور اسلامی حقوق کی حفاظت کا دعوےٰ کرتے رہے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ہر بات میں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں۔ مجھے جماعت احمدیہ کے عقائد سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن احراریوں کی اس مخالفت کو دیکھ کر جو وہ جماعت احمدیہ کی کر رہے ہیں۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ احرار معقولیت سے کوئی حصہ نہیں رکھتے۔ اخلاقی طور پر بھی ان کی مخالفت اسلام کی بدنامی کا موجب ہو رہی ہے اور احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ فرقہ کی حیثیت دینے کا پروپیگنڈا اسلام کو سیاسی لحاظ سے بھی سخت نقصان پہنچانے والا ہے۔ اس وقت جبکہ ہندو۔ آریہ اور سناتن بلکہ بدھ اور دوسری غیر قومیں مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی نیت سے متحدہ طور پر زور آزمائی کر رہے ہیں ہمارے احرار ان کا مقابلہ کرنے کی بجائے مسلمانوں کے ایک با اثر اور منظم فرقہ کو جدا کرنے کی کوشش کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ قوم کا ہر بہی خواہ جب اس حالت کو دیکھتا ہے۔ تو وہ احراریوں کی اس قسم کی شرارت پر دکھ اور درد محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا معلوم نہیں احراریوں نے یہ مہمل کس مقصد کے پیش نظر مچا رکھی ہے۔ ہم تو دیکھ رہے ہیں۔ کہ احمدی اس مخالفت سے کسی قسم کا نقصان اٹھانے کی بجائے اپنی قوت عملی کو بڑھاتے جا رہے ہیں جسے ہر ہندوستانی دیکھ رہا ہے۔ علاوہ ازیں احرار نے قوم کی توجہ کئی ایک ضروری اور نازک امور سے ہٹا کر اپنے گھر کو اپنے ہی ہاتھوں تباہ کرنے کی طرف لگا رکھی ہے۔ اس کی تازہ مثال یہ ہے۔ کہ مسلمانوں نے انتخاب جداگانہ کا جو حق سخت جدوجہد کے بعد حاصل کیا تھا۔ اسے دفعہ ۲۹۹ کی آزادی سے سخت صدمہ پہنچایا گیا ہے۔ احرار تو صرف "مرزائی مرزائی" کی رٹ لگاتے رہتے [illegible]

حضرت امیر المومنین (ایدہ اللہ تعالیٰ) کے حضور احمدیوں کی التجائیں

احراریوں کے انتہائی ظلم و ستم کے متعلق

—— ۳۷ ——

لدھیانہ سے ایک احمدی لکھتے ہیں :-

سیدنا و مطاعنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۸ - جولائی کی خبر نے جگر پاش پاش کر دیا۔ ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی۔ احمدیت پر اس سے زیادہ مظالم کیا ہونگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر خدا کے بنائے ہوئے ایک پاک اور مطہر وجود پر احراری غنڈوں کے ایک کمینہ فرد کے وحشیانہ حملہ نے ان بدکرداروں کی انتہائی کمینگی اور درندگی کو طشت از بام کر دیا۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت پر قربان ہونے کے لئے ہمارے وجودوں کا ذرہ ذرہ بے قرار ہے۔ پھر کیوں نہ سر پر کفن باندھ کر ہم نکل کھڑے ہوں ۔

ستم تو یہ ہے۔ کہ ایک بزدل پارٹی ہمارے سر چڑھتی جا رہی ہے۔ مسجد شہید گنج کے معاملہ میں چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند۔ وہ کیا سامنے سے سکھوں کا کھنڈا موتہہ توڑنے والا نظر آتا ہے۔ ہماری خاموشی سے موذی احراری حد سے بڑھ گئے ہیں۔ سب کچھ کر گزرنے کو دل چاہتا ہے۔ مگر حضور انور کا ارشاد ہمیں روکے ہوئے ہے۔ اور ہم صبر و سکون کے دامن کو پکڑے ہوئے ہیں ؎

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

مطالعہ سے خون کھولنے لگ گیا۔ اور بے اختیار آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضور کے ارشادات عالیہ مانع ہیں۔ ورنہ دامن صبر ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہے۔

یہ بدبخت جماعت احمدیہ کی شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر روز بروز شرارتوں میں بے باک ہوتے جا رہے ہیں۔ صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ جب ان کا ظلم اور استبداد حد سے بڑھتا جا رہا ہے۔ تو کوئی عجب نہیں کہ دامن صبر کسی نہ کسی وقت ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ ہمارے لئے بڑی مشکل کا سامنا ہے ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

غیرت چاہتی ہے۔ کہ کچھ کر گزریں۔ لیکن اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم۔ اور حضور کے ارشادات یہ کہتے ہیں۔ کہ خواہ کتنا ہی صبر آزما واقعہ کیوں نہ ہو۔ صبر سے کام لیا جائے۔ اندریں حالات معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ وہی ہمارا وکیل ہو۔ وہ خدا بڑی طاقتوں کا مالک ہے۔ جس نے ابابیل سے ہاتھیوں کی فوج تباہ کرا دی تھی۔ جس نے لشکر فرعون غرق کیا دیا تھا۔ جس نے کوئٹہ اور پشاور و ایبٹ آباد میں اپنے نشان دکھلائے۔ اس کے سامنے یہ احراری کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ ہم اگرچہ کمزور ہیں۔ لیکن اگر وہ چاہے۔ تو ہم سے وہ کام لے سکتا ہے کہ دنیا دنگ رہ جائے ۔

افسوس ہے۔ کہ ہماری زندگی میں ہماری واجب الاحترام ہستیوں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور پُر نور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ اور مطہر اولاد پر نہایت بے باکی سے کمینہ حملے کیا جا رہے ہیں

—— ۳۸ ——

ضلع راولپنڈی سے ایک احمدی لکھتے ہیں

سیدی و مولائی !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب پر لاٹھی سے وار کرنے والے احراری نے اپنی انتہائی کمینگی کا اظہار کیا ہے۔ اس خبر کے

—— ۳۹ ——

ضلع جہلم سے ایک احمدی لکھتے ہیں :-

بحضور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۸ - جولائی کے رنج دہ واقعہ نے جو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر ایک کمینہ شخص کے قاتلانہ حملہ کے متعلق ہے جماعت احمدیہ میں حد درجہ رنج اور غم پیدا کر دیا ہے۔ اور انتہائی صدمہ پہنچا ہے۔ جماعت نے اپنے جذبات رنج و غم حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے مجھے کہا ہے لیکن اس وقت اس انتہائی غم کے باعث مجھ میں طاقت نہیں۔ کہ زیادہ لکھ سکوں۔ صرف یہ عرض ہے۔ کہ پیارے آقا (ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں) ہم تیار ہیں اس بات کے لئے کہ ہم اپنی جانیں اور عزیز سے عزیز چیز بھی اس راستہ میں جس پر ہم چل رہے ہیں۔ قربان کر دیں ۔

—— ۴۰ ——

ضلع گورداسپور کے ایک احمدی لکھتے ہیں

میرے پیارے آقا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل جمعہ کو حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب پر احراری بدبختوں کے حملہ کا حال پڑھا۔ جس سے دل میں از حد اضطراب پیدا ہوا۔ میرے دل و جان سے پیارے آقا! اس صدمہ سے میرا دل خون ہوا جاتا ہے یہ محض حضور کا حکم ہے۔ جس کی وجہ سے دم مارنے کی جا نہیں۔ ورنہ دشمن کو اتنی جرأت نہ ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی جان و مال حضور کے قدموں پر نثار کر کے اپنے مالک حقیقی کو خوش کر سکیں۔ میرے پیارے آقا۔ جب وہ نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ کہ اس بدبخت دشمن نے کس طرح وار کیا ہو گا۔ اور بے خبری کے عالم میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو کس طرح چوٹ لگی ہو گی۔ پھر دوسرا وار اس خبیث نے کس طرح کیا ہو گا۔ اور اس حادثہ کے بعد ہمارے مقدس نبی کا وہ نور نظر جس کے متعلق آنحضور نے ایک احمدی کو اس لئے ڈانٹا تھا۔ کہ اُس نے خادمہ کو اس وقت مارا۔ جبکہ وہ صاحبزادہ صاحب موصوف کو اٹھائے ہوئے تھی۔ گویا اس خدمت کی وجہ سے خادمہ بھی قابل احترام تھی۔ وہ بغیر مقابلہ کئے خاموشی سے چلا گیا۔ اے زمین تو کیوں پھٹ نہیں جاتی۔ اور اے آسمان تو کیوں ٹوٹ نہیں پڑتا۔ اے خدا۔ ہاں اے جبار اور قہار خدا۔ اے مظلوموں کی فریاد سننے والے خدا تیری زمین پر۔ تیری ارض مقدس پر۔ تیرے مقدس مرسل کے جگر کے ٹکڑے پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ تو اپنی غیرت جوش میں لا۔ اور مظلومین کی فریاد سن۔

—— ۴۱ ——

ضلع سیالکوٹ کے ایک احمدی لکھتے ہیں۔

بحضور پُر نور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عالیجاہ! کیا عرض کروں۔ جو دل کی حالت ہے۔ وہ میرے خدا کو ہی معلوم ہے۔ آنکھوں میں اس قدر آنسو ہیں۔ کہ لکھا نہیں جاتا۔ میرے پیارے آقا۔ اخبار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب کے متعلق خبر پڑھ کر آہیں نکل گئیں۔ میرے پیارے امام! بڑا ہی اس خداوند تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اس نے اپنے خاص فضل سے مخالفین کے وحشیانہ حملہ سے حضرت میاں صاحب کو بچا لیا۔

میرے پیارے حضور۔ کیا عرض کروں۔ دل کڑاہی میں تلا جا رہا ہے۔ خداوند تعالیٰ کے۔ اور اس کے ماتحت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے باندھے ہوئے تلے جا رہے ہیں ۔

عالیجاہ لکھنے کے بے شک الفاظ ہی ٹوٹے پھوٹے ہیں۔ لیکن جو دل کی کیفیت ہے اس کا خدا گواہ ہے۔ میں بیان نہیں کر سکتا۔ خدا کے حضور دعا ہے۔ کہ خدا ہماری محترم ہستیوں کو دشمن کے ہر ایک قسم کے قہر سے محفوظ رکھے آمین۔ لیکن عالیجاہ۔ میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ کیا ہمارے ساتھ اسی طرح ہمارے مقدس مرکز میں ہوتا رہے گا۔ ہمارے لئے مر مٹنے کا مقام ہے۔ میرے پیارے آقا۔ میرے پاس میری جان ہی جان ہے۔ جو ہر وقت حاضر ہے۔ اور دلی آرزو ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے شہدا میں شامل کرے۔ اس وقت میری طبیعت میرے بس میں نہیں۔ اگر کوئی لفظ غیر موزون تحریر ہو گیا ہو۔ تو محض للہ معاف فرمائیں ۔

مجلس احرار اور مسجد شہید گنج

معاصر روزنامہ حقیقت لکھنؤ نے اپنے ۲۴ جولائی کے پرچہ میں مندرجہ بالا عنوان سے حسب ذیل افتتاحیہ شائع کیا ہے۔

باوجودیکہ ہمیں مجلس احرار کی پالیسی سے بعض مسائل میں شدید اختلاف رہا ہے۔ پھر بھی اس جماعت کی ہمارے دل میں اس بناء پر قدر ہے۔ کہ یہی اس وقت مسلمانوں میں ایک نہایت منظم آزاد اور بے خوف جماعت سمجھی جاتی ہے۔ اور اس میں اکثر وبیشتر ایسے افراد شامل ہیں۔ جن کے دل میں قوم اور وطن کا درد ہے۔ جس سے اگر صحیح طور پر کام لیا جائے۔ تو اس سے نہ صرف مسلمانوں ہی کو بلکہ ملک کو بھی بہت کچھ فوائد پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی معاملہ میں مجلس احرار کی غلط روش پر ہم اعتراض کرتے ہیں۔ تو یہ کسی کدورت اور عناد کی بناء پر نہیں۔ بلکہ اس لئے اور محض اس لئے کہ ہم کسی خاص جماعت کے مفاد و مصالح کو مسلمانوں کے عام مفاد پر ترجیح نہیں دے سکتے۔ اسی طرح مثلاً ہم مسلم نیشنلسٹ پارٹی کے مسلک کے حامی ہیں لیکن اگر کسی مسئلہ میں ہمیں یہ محسوس ہوگا کہ مسلم نیشنلسٹ پارٹی کی روش خواہ اس کے لئے کیسی مفید اور تقویت رساں ہو۔ مگر مسلمانوں کیلئے من حیث القوم وہ مضر ہے۔ تو ہم کو اس پارٹی کے خلاف لکھنے میں بھی ایک لمحہ کے لئے تامل نہ ہوگا۔ خواہ ہمارے نیشنلسٹ احباب کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ یہی طرز عمل ہمارا احرار کے معاملہ میں بھی خواہ ہمارے برادران احرار کیسے ہی خفا ہو جائیں۔ لیکن جو روش ان کی ہمارے نزدیک غلط ہوگی۔ اس سے ہم ضرور اختلاف کریں گے۔ ہمارے لئے تو مسلمانوں کا مفاد کسی جماعت کے مفاد سے بدرجہا زیادہ عزیز ہے۔

آج کل لاہور میں سکھوں کے ظلم و تعصب نے جو خطرناک حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ اور مسجد کو شہید کر کے سکھوں نے مسلمانوں کے قلوب کو جو صدمہ پہنچایا ہے۔ اس کا اثر کون مسلمان ہے جو محسوس نہیں کرتا مسجد کا منہدم ہو جانا بجائے خود کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جس پر مسلمان بہت زیادہ مشتعل ہو جاتے۔ لیکن جن حالات میں یہ مسجد شہید کی گئی۔ اس سے نہ صرف مسلمانوں کی دل شکنی ہی ہوئی۔ بلکہ درحقیقت اس سے اسلام اور مسلمانوں کی عزت و وقار پر ایک ایسی ضرب لگائی گئی ہے۔ جس کے صدمہ کو ہر اسلامی قلب محسوس کر رہا ہے۔ اور اس وقت تک محسوس کرتا رہے گا جب تک سکھوں کی طرف سے اس کی معقول طریقہ پر تلافی نہ ہوگی۔ مسلمانوں کے لئے دراصل اس وقت اس سے بڑھ کر کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے۔ کہ وہ متحد اور متفق ہو کر جدوجہد کریں۔ اور سکھوں پر یہ اچھی طرح واضح کر دیں۔ کہ وہ مسلمانوں کو بے چین کر کے خود بھی چین سے نہیں بیٹھ سکتے۔ یہ مقصد اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ تمام اسلامی جماعتیں اور خصوصاً مجلس احرار اس کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اور اس کے لئے آئین کے اندر رہ کر ہر قسم کی کوشش اور ایثار کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ امید تو یہی تھی کہ سب سے پہلے مجلس احرار اسلام ہی اس طرف توجہ کرے گی لیکن افسوس ہے۔ کہ وہ اس معاملہ میں خاموش ہے۔ اور کسی نہ کسی حیلہ سے خود کو اس کشمکش سے علیحدہ رکھنا چاہتی ہے۔ چنانچہ معاصر زمیندار لکھتا ہے:۔

"احرار کو قضیہ مسجد شہید گنج نے سخت مضطر میں ڈال رکھا ہے۔ اگر وہ اسوقت اس جھمیلے میں پڑ جائیں۔ تو کونسل میں جانے اور زیادہ سے زیادہ نشستیں حاصل کرنے کا جو مقصد ان کے سامنے ہے۔ وہ فوت ہو جائے گا۔ اور اگر وہ اس سے بالکل بے تعلق رہیں۔ تو انہیں کوئی مجاہد نہیں کہے گا۔

کوئی نہیں چاہتا۔ کہ احرار عامۃ المسلمین کے گاڑھے پسینہ کی کمائی (یعنی قادیانیت کی مخالفت کے نام پر وصول کیا ہوا چندہ) ذاتی اغراض کے حصول کے لئے خرچ کریں۔ اور ہمیں تو کسی حال میں یہ گوارا نہیں۔ کہ مجلس احرار جیسی جماعت کونسلوں کے بکھیڑے میں پڑ کر مسلمانوں کو اپنی قیادت سے محروم کر دے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ احرار خود بھی اس غلط راہ پر پڑنے سے اجتناب کریں گے۔ اور جلد سے جلد "سول" کے انکشافات کی تردید کر دیں گے۔ لیکن اگر وہ تردید نہ کریں۔ تو عامۃ المسلمین کو یہ حقیقت احرار پر اور تمام مذہبی اور قومی کارکنوں پر واضح کر دینا چاہیئے۔ کہ جو روپیہ غریب مسلمان کسی کارکن یا رہنما کو مذہبی امور پر یا کسی دوسری وقتی ضرورت پر خرچ کرنے کے لئے دیں۔ وہ جاہ طلبی پر اور کونسل کی نشستیں حاصل کرنے کے پروپیگنڈے پر خرچ نہیں ہونا چاہیئے"۔

محترم معاصر "زمیندار" ہمیشہ سے احرار پارٹی کا حامی رہا ہے۔ اور درحقیقت مولانا ظفر علی خاں کی پر اثر تحریروں و تقریروں اور زمیندار کی قربانیوں ہی نے احرار پارٹی کو اس قدر مقتدر اور طاقتور بنا دیا۔ لیکن آج وہ احراریوں سے اس قدر بیزار ہو رہا ہے۔ نہ صرف زمیندار لاہور کے اکثر اخبارات جماعت احرار پر یہی الزام لگا رہے ہیں۔ یہ الزام یقیناً بہت سنگین ہے۔ جس سے آئندہ جماعت احرار کو اس کے مقاصد میں کوئی تقویت نہیں پہنچے گی اس وقت الیکشن سے زیادہ اہم مسئلہ یہ ہے کہ مسجد شہید گنج کا معاملہ اس طرح طے ہو جائے۔ کہ اس سے اسلام اور مسلمانوں کی عزت واقتدار پر حرف نہ آنے پائے۔ اگر سکھوں نے اس معاملہ میں مسلمانوں کو زیر کر لیا۔ تو پھر سمجھ لیجئے۔ کہ پنجاب میں ہمیشہ کے لئے مسلمان سکھوں سے دبے رہیں گے۔

تحریک جدید کے تمام چندے جلد ادا کئے جائیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک جدید کے بارے میں یہ بات احباب پر واضح ہو چکی ہے۔ کہ اس تحریک کے چندہ میں اپنے اخلاص اور خوشی سے وعدہ کرنے والے احباب پر بھی دوسرے چندوں کی طرح ادائیگی کے لئے اصرار نہیں کیا جا سکتا ہاں احباب کو ان کا وعدہ یاد دلانے کی اجازت ہے۔ تا بھول جانے کے باعث وہ اپنے اخلاص کا صرف مظاہرہ کرنے والے قرار نہ پائیں۔ بلکہ حقیقت کا رنگ دکھائیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔ "میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ چونکہ یہ ان کے اخلاص کا امتحان ہے اس لئے اس تحریک میں زیادہ یاد دہانیاں نہیں کرائی جائیں گی اگر کوئی شخص باقاعدہ چندہ نہیں دے گا۔ تو دفتر ایک دو یاد دہانیوں کے بعد اس کا نام رجسٹر سے کاٹ دے گا۔ اور سمجھا جائیگا۔ کہ اس نے اپنے اخلاص کا محض مظاہرہ کیا تھا حقیقت اس میں نہ تھی۔ پس دوست اس امر کی امید نہ رکھیں۔ کہ لوگ انکے پاس پہنچیں گے اور کہیں گے کہ لاؤ چندہ۔ صدر انجمن والے چندوں میں پیچھے پڑ کر چندہ لیتے ہیں۔ مگر یہ طوعی والے چندے ہیں۔ اس لئے جس طرح اس تحریک میں شامل کرنے کے لئے جبر نہیں کیا گیا۔ اسی طرح شامل ہونے کے بعد بھی کوئی جبر نہ ہوگا۔ پس اگر کوئی دوست اس ثواب میں شریک ہونے سے اس وجہ سے محروم رہ جائے۔ کہ اس سے چندہ مانگا نہیں گیا۔ تو اس کی ذمہ داری اس پر عائد ہوگی۔ میری ہدایات دفتر متعلقہ کو یہی ہوں گی۔ کہ وہ چندہ لوگوں سے مانگیں نہیں۔ مگر چونکہ انسان کے ساتھ نسیان بھی لگا ہوا ہے۔ اس لئے کبھی کبھار اگر ایک دو یاد دہانیاں کرا دی جائیں۔ تو کوئی حرج نہیں"۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں وعدہ کرنے والے احباب کو اپنا وعدہ خود بخود بغیر کسی یاد دہانی کے پورا کرنا چاہیئے۔ خصوصاً جن احباب نے دوران سال میں ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے مگر باوجود آٹھ ماہ کا عرصہ گزرنے کے تاحال ۲۳ جو انہوں نے کوئی رقم ادا نہیں کی۔ ان کو خاص طور پر اپنے وعدے کے ایفا کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ وہ اپنا وعدہ پورا نہ کرنے کی وجہ سے مظاہرہ کرنے والوں کی فہرست میں آ جائیں۔ اور ان کا نام حضرت ۲۲

۲۲ امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کر کے رجسٹر سے کاٹ دیا جائے۔ جو احباب اپنی موعودہ رقم قسط وار ادا کر رہے ہیں۔ مگر ان کی کچھ قسطیں بقایا ہیں۔ انہیں بھی چاہیئے۔ کہ اپنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی زبردست دلیل

مولوی ظفر علی صاحب کے والد ماجد کی شہادت

قرآن مجید کے رُو سے ایک مدعیٔ نبوت کی صداقت کی دلیل اس کی دعوٰی سے قبل چالیس سالہ زندگی کا اس کے مخالف اور موافق کی نظر میں پاک اور بے عیب ہونا بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہلاتا ہے۔ فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہٖ افلا تعقلون (سورۃ یونس ع ۲) اے منکرین! کیا تم دیکھتے نہیں۔ کہ میں اس دعوے سے قبل تم میں ایک لمبی عمر گذار چکا ہوں پھر تم کیوں عقل سے کام نہیں لیتے۔ اگر میری دعوے سے قبل چالیس سالہ عمر خود تمہاری نظروں میں بھی پاک بے عیب اور بے لوث ہے۔ اور میں نے چالیس سال کے اس طویل زمانہ میں کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ اب جبکہ میں ادھیڑ عمر کو پہنچنے لگا ہوں۔ خدا تعالےٰ کی ذات پر اتنا بڑا افتراء باندھنے لگ جاؤں۔

قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کہ دعوے نبوت کے بعد دُنیا خدا تعالےٰ کے برگزیدہ انبیاء کی مخالفت اور معاندت کے درپے ہو جایا کرتی اور ان کی طرف طرح طرح کے عیوب اور افتراء منسوب کرنے لگ جاتی ہے جیسا کہ مکہ کے وہی عرب جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوی سے قبل چالیس سال کا لمبا زمانہ گذارا تھا۔ اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوٰی سے پہلی زندگی کے متعلق کہا کرتے تھے۔ کہ ماجربنا علیک الا صدقًا (بخاری کتاب التفسیر سورۃ شعراء جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ مطبع الٰہیہ مصر) اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) آج تک ہم نے آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سُنا۔ مگر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوٰی نبوت فرمایا۔ تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ قال الکافرون ھذا ساحر کذاب۔ انہی لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ یہ شخص (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) جادوگر اور بہت بڑا جھوٹ بولنے والا ہے (نعوذ باللہ) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان لوگوں کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوے کے بعد حضورؐ پر "کذاب" ہونے کا الزام لگانا ایک پرِکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ دُنیا کے فرزندوں کا طریق یہی ہے۔ کہ وُہ ہر نبی کی تکذیب اور تکفیر کرتے ہیں۔ یاحسرۃ علی العباد ما یأتیھم من رسولٍ الا کانوا بہٖ یستھزءون۔ انسانوں پر افسوس! کہ کبھی کوئی بھی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے ٹھٹھا اور تمسخر نہ کیا ہو۔

پس دعوئی نبوت کے بعد منکرین کا جھوٹا قرار دینا بوجہ ان لوگوں کی دشمنی کے اس مدعیٔ نبوت کی صداقت کو ذرہ بھر بھی مشتبہ نہیں کرتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان منکرین سے کہو۔ کہ آج تو تم مجھ پر اعتراضات کرتے اور مجھے جھوٹا۔ کذّاب اور مفتری قرار دیتے ہو۔ فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہٖ افلا تعقلون۔ میرے دعوے سے قبل میری چالیس سالہ زندگی پر کوئی عیب۔ جھوٹ یا دغا تو ثابت کرو۔ اور اگر ثابت نہ کر سکو۔ تو یقینًا سمجھ لو۔ کہ تمہارا میری دعوے سے پہلی چالیس سالہ زندگی کی پاکیزگی اور طہارت کی گواہی دینا مگر دعوٰی کے بعد کی زندگی پر طرح طرح کے اتہامات لگانا میرے دعوٰی کی صداقت اور تمہاری بطالت پر زبردست دلیل ہے پس کسی مدعیٔ نبوت کی صداقت کی ایک زبردست علامت یہ ہے۔ کہ دعوٰی سے قبل اس کی چالیس سالہ زندگی پر اس کے مخالفین بھی کوئی عیب نہیں لگا سکتے۔ بلکہ خود اس کی پاکیزگی کے گواہ ہوتے ہیں۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ دعوے کے بعد نبی کی زندگی پاک اور بے عیب نہیں رہتی بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ نبی کی دعوے سے پہلی زندگی اگر نور ہوتی ہے۔ تو بعد کی زندگی نورٌ علیٰ نور۔ لیکن چونکہ بعد کی زندگی کی پاکیزگی اس کے منکروں کو بوجہ ان کے تعصب۔ بغض اور عناد کے نظر نہیں آتی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے دعوٰی سے پہلی زندگی ہی کی پاکیزگی اور طہارت کو بطور دلیل پیش کر کے منکروں پر حجت تمام کی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے حکم پا کر دعوئی نبوت فرمایا۔ علماء اور عوام آپ کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اپنے دعوٰی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اپنے تمام مخالفین کو چیلنج کیا۔ کہ:۔

"اب دیکھو خدا تعالےٰ نے اپنی حجت کو کس طور پر تم پر پورا کر دیا ہے۔ کہ میرے دعوے پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں موقعہ دیا ہے۔ کہ تا تم غور کرو۔ کہ وُہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے۔ وہ خود کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے۔ اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے۔ اور تم کوئی عیب افتراء جھوٹ یا دغا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم خیال کرو۔ کہ جو شخص ابتداء سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے۔ یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میرے سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ اس نے مجھے ابتداء سے تقوٰی پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

اس چیلنج کو شائع ہوئے ۳۴ برس گذر گئے۔ مگر اس کی تردید کے لئے تمام دشمنانِ احمدیت کے قلم ٹوٹ گئے اور ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ ہاں ان میں سے ان سرکردہ لوگوں نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی دعوٰی سے پہلی زندگی سے واقف تھے حضور کی پاکیزگی کی شہادت دی۔ اور اس طرح اپنے قلم سے قرآنی معیار کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

مولوی ظفر علی صاحب کے والد ماجد کی شہادت

ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی دعوئی سے پہلی زندگی کے پاک اور بے عیب ہونے کی شہادت دی۔ ایک مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر "زمیندار" کے والد ماجد مولوی سراج الدین صاحب بھی تھے۔ جنہوں نے اخبار "زمیندار" ۸ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۵ پر لکھا:۔

"مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء و ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۲-۲۴ سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہتے ہیں۔ کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔"

مولوی ظفر علی صاحب کے والد ماجد کے الفاظ بالکل واضح ہیں۔ انہوں نے جو کچھ لکھا کسی سُنی سنائی بات کی بناء پر نہیں۔ بلکہ "چشم دید شہادت" کی بناء پر لکھا۔ ان کی یہ شہادت ہر انصاف پسند صاحب بصیرت اور عقلمند انسان کے لئے قرآن مجید کے بتائے ہوئے اصل کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔

"زمیندار" کا عذرِ نامعقول

ایک موقعہ پر جب اس شہادت کو پیش کیا گیا۔ تو "زمیندار" نے اس کے جواب میں ایک نوٹ "بانی زمیندار اور مرزائیت" کے عنوان سے اپنی اشاعت مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۳۵ء صفحہ ۳ کالم ۱ میں شائع کیا ہے۔ مگر اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت کی مذکورہ بالا دلیل کو قطعی طور پر پختہ اور لاجواب ثابت کر دیا ہے۔ "زمیندار" لکھتا ہے:۔

"یہ سوال کس قدر مضحکہ خیز ہے۔ مرزائے آنجہانی مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے۔ اور مدت تک مسلمان رہے۔ جب انہوں نے براہین احمدیہ لکھی اور اسلام کی طرف سے آریوں کا جواب دیا اس وقت وہ یقینًا مسلمان تھے۔ عیسائیوں کے ساتھ انہوں نے مناظرے کئے۔ ان کا یہ فعل بھی مستحسن تھا۔ اور اس وجہ سے مسلمانوں کو ان پر حسن ظن پیدا ہو گیا تھا لیکن جب انہوں نے پیغمبری۔ مسیحیت و مجددیت کے دعوے شروع کر دئے تو علمائے اسلام نے متفقہ طور پر انہیں کافر قرار دیا۔ مولوی سراج الدین خان مرحوم بھی پہلے مرزا صاحب کو مسلمان ہی کہتے اور سمجھتے تھے۔ لیکن مرزا صاحب کے مراتبِ ادعا کے بعد ان کی رائے

بھی بدل گئی تھی۔ چنانچہ ایک معتبر راوی کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے مرزا صاحب کے کفریہ دعاوی کے بعد ضمن بمزح وزیر آباد میں معززین واکابر کا ایک جلسہ طلب کر کے اس میں مرزائیت کی تاریخ بیان کی۔ اور مرزا صاحب کے کافرانہ دعاوی کا تاروپو دبکھیرنے کے لئے مؤثر تدابیر اختیار کیں۔ مولوی سراج الدین صاحب کی نگاہ دوربیں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ یہ فتنہ ایک روز قیامت بننے والا ہے اور مسلمانوں کو فی الفور اس کا انسداد کرنا چاہیئے۔"

یہ ہے وہ "عذر" جو "زمیندار" نے مولوی سراج الدین صاحب بانی "زمیندار" کی "چشم دید شہادت" کی وقعت کو کم کرنے کے لئے پیش کیا ہے۔ اور جسے ہم نے من وعن نقل کر دیا ہے۔ اس بیان سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ سے پہلی زندگی پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ "جب انہوں نے براہین احمدیہ لکھی اس وقت تک وہ یقیناً مسلمان تھے" اور یہ کہ مسلمانوں کو ان سے حسن ظن تھا۔"

(۲) مخالف علماء نے آپ پر فتاویٰ تکفیر و اتہامات والزامات آپ کے دعویٰ کے بعد" لگائے۔

(۳) مولوی سراج الدین صاحب والد مولوی ظفر علی صاحب بھی "پہلے مرزا صاحب کو مسلمان ہی کہتے اور سمجھتے تھے"

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "دعویٰ کے بعد ان کی رائے بدل گئی"

(۵) مولوی سراج الدین صاحب نے یہ رائے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ سے پہلے دی تھی نہ کہ بعد۔

یہ ہیں وہ پانچ نتائج جو "زمیندار" کی مندرجہ بالا سطور سے اخذ ہوتے ہیں۔ "زمیندار" کے اس بیان کو قرآن مجید کے اس بیان کردہ معیار کی روشنی میں پڑھنے پر روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ "زمیندار" کا یہ عذر خام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی تائید ہے نہ کہ تردید! کیونکہ قرآن مجید نے بھی کسی ملہم کی نبوت کی صداقت کی دلیل اس کے دعویٰ سے عمراً من قبلہ (قبل کی عمر) کو قرار دیا ہے۔ اور اس پہلی زندگی پر عیب ثابت نہ کر سکنے کو اس کے منکرین کے جھوٹا ہونے کی دلیل ٹھیرایا ہے۔

مخالفین انبیاء کا اعتراض

"زمیندار" کی قماش کے ہی لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو یہی جواب دیا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ان کی قوم ان کی مخالف ہو گئی اور انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا یا صالح قد کنت فینا مرجواً قبل ھذا۔" (سورہ ہود ع ۶) اے صالح اس دعویٰ سے پہلے ہمیں تم پر "حسن ظن پیدا ہو گیا تھا" ہم تیری سرگرمیوں کو "مستحسن" خیال کرتے تھے اور ہمیں تم سے اچھی امیدیں تھیں مگر اب تمہارے "مرزائیانہ دعاوی کے بعد" ہماری "رائے بدل گئی" ہے۔

اسی طرح مکہ کے وہ قریش جو ہمارے سید ومولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعویٰ سے پہلے "صادق اور امین" کہا کرتے تھے۔ جن کو اقرار تھا کہ ماجربنا علیک الاصدقا۔ کہ ہم نے آپ سے سوائے سچ کے اور کچھ نہیں سنا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ فرمایا۔ تو اس کے بعد وہی قریش حضور کو "ساحر کذاب" (سورۃ ص ع ۱) نعوذ باللہ جادوگر اور بڑا جھوٹ بولنے والا قرار دینے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کہ اب دعوے کے بعد تمہارا آپ کو جھوٹا قرار دینا آپ کی صداقت کو مشتبہ نہیں کرتا۔ بلکہ تم آپ کی دعوے سے پہلی زندگی کی پاکیزگی کی شہادت دے کر خود اپنے ہاتھ کاٹ چکے ہو

پس "زمیندار" کے اس مقالہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن مجید کے بیان کردہ معیار کے رُو سے صادق ہیں۔ کیونکہ دشمن کو بھی اقرار ہے۔ کہ آپ کی دعوے سے پہلی چالیس سالہ زندگی جس میں آپ کا بچپن اور عہد شباب بھی شامل تھا۔ بالکل پاک اور بے عیب تھی۔ اور قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ ایک شخص جو بچپن سے لیکر چالیس سال کی ادھیڑ عمر تک ہر بدی اور لوث گناہ سے بکلی پاک رہا ہو۔ اور جس نے اتنے لمبے عرصہ میں کسی انسان پر چھوٹے سے چھوٹا جھوٹ بھی نہ باندھا ہو ممکن نہیں کہ چالیس سال کا ہو کر وہ اتنا بیباک ہو جائے کہ خدا تعالےٰ پر افترا کرنے لگ جائے ؎

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبریست

زمیندار کی مغالطہ دھی

"زمیندار" نے اس نوٹ میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ گویا یہ بیان مولوی سراج الدین صاحب نے اس وقت دیا تھا جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ نہیں کیا تھا۔ مگر بعد میں ایک "معتبر راوی" کی روایت کے مطابق "ان کی رائے بدل گئی تھی" حالانکہ مولوی سراج الدین صاحب کا وہ بیان جو ہماری طرف سے پیش کیا گیا انہوں نے اس وقت لکھا۔ جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہو چکے تھے اور وہ بیان "زمیندار" ۸ جون ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے ۱۲ دن بعد شائع ہوا تھا۔ کاش حق پسند اور خدا کا خوف رکھنے والے قرآن مجید کے مندرجہ بالا معیار۔ حضرت مسیح موعود کے چیلنج۔ مخالفین کی شہادت اور "زمیندار" کے اس عذر خام کو ٹھنڈے دل سے پڑھیں۔ تا ان پر خدا حق کی راہیں کھول دے۔ اور وہ مامور وقت کو شناخت کر کے فلاح دارین حاصل کریں۔

(ملک عبد الرحمن خادم بی اے گجراتی)

جماعت احمدیہ کریام کے متعلق "احسان" میں غلط بیانی

اخبار احسان ۸ جولائی۔ میں زیر عنوان "ایک چالیس سالہ مرزائی آغوش اسلام میں" "سید بدرے شاہ ولد عمرے شاہ سکنہ کریام تحصیل نواں شہر" کے ارتداد کا اعلان کیا گیا ہے۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ بدرے شاہ مذکور موضع کرڑی بہلول پور ضلع لدھیانہ میں پیری مریدی کا کام کرتا ہے اور وہاں مسجد کا امام بھی ہے۔ اس شخص نے نہ حضرت خلیفۃ المسیح اول کی بیعت کی۔ اور نہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بیعت کی۔ اس کا نام ہماری جماعت کے رجسٹر چندہ دہندگان میں درج نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس نے کبھی ہماری جماعت کی کسی تقریب میں حصہ نہیں لیا۔ یہ شخص ہمارے ساتھ بھی اور غیر احمدیوں کے ساتھ بھی نماز پڑھ لیا کرتا تھا۔ ہمارے ساتھ اس کا نماز پڑھنا محض چوہدری مہر خان صاحب احمدی کے تعلقات کی وجہ سے تھا۔ ورنہ وہ احمدی نہیں تھا۔

اسی اخبار کے صفحہ ۴ پر زیر عنوان "مرزائیوں کے ڈھول کا پول" لکھا ہے کہ "الفضل میں اس سال ماہ دسمبر کے جلسہ قادیان مرزائیہ میں اسلام سے خارج ہو کر مرزائیت قبول کرنے والوں کی فہرست درج ہے جس میں احمد علی دفعدار کریام موی کے متعلق ظاہر کیا ہے کہ اس نے اس سال جلسہ پر اسلام چھوڑ کر مرزائیت قبول کی ہے" پس یہ لکھنے والے عبد الحکیم کو دس روپیہ انعام دوں گا۔ اگر وہ یہ ثابت کر دے۔ کہ احمدی علی دفعدار کا نام اس سال کے جلسہ سالانہ پر بیعت کرنے والوں کی فہرست میں شائع ہوا ہے۔ ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اصل معاملہ یہ ہے۔ کہ احمد علی ولد محمد علی خان احمدی کریام جس کی عمر تقریباً بائیس سال کی ہے۔ لدھیانہ میں بجلی سکول میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ اس کے کچھ کلاس فیلو جو کہ غیر احمدی تھے۔ جلسہ سالانہ پر قادیان اس کے ساتھ گئے۔ ان طلباء نے بیعت کرنے کا ارادہ پیش کیا۔ تو وہ ان کو ساتھ لے کر قصر خلافت میں گیا۔ اور وہاں بیعت کرا کے نام لکھوائے۔ غلطی سے اس نے اپنا نام بھی لکھوا دیا۔ اور شائع ہو گیا۔ مگر احمد علی دفعدار نہیں ہے۔ دفعدار احمد علی اور ہے۔ اور جس کی عمر تقریباً ساٹھ سال کی ہے اور پنشنر ہے ۱۹۰۵ء میں اس نے بیعت کی تھی۔

عبد الغنی خان سکرٹری جماعت احمدیہ کریام

لدہانہ میں احراریوں کی دُرگت

صدر احرار کے خلاف ملامت کا ووٹ

لدہانہ ۲۵ جولائی۔ مسجد شہید گنج لاہور کے انہدام کے بعد جو افتاد مسلمانوں پر پڑی ہے۔ اس نے احراریوں کی فتنہ انگیزیوں سے نقاب اٹھا دیا۔ گذشتہ رات مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ تھا۔ جس میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب صدر احرار نے مسلمانوں کو بہکانے کی ناکام کوشش کی۔ مولوی صاحب نے مسلمانوں کو مطمئن کرنا چاہا۔ لیکن "نوجوانان" بھی صدر احرار کے ہتھکنڈوں سے خوب واقف تھے۔ انہوں نے مولوی صاحب کا ناطقہ بند کر دیا۔ اور اعتراضات کا تابڑ توڑ سلسلہ جاری رکھا۔ مولوی صاحب کو لاجواب ہونا پڑا۔ اور صدر احرار کے خلاف نفرت کا ووٹ پاس کیا گیا۔ اب مسلمانوں کا سنجیدہ طبقہ احراریوں کو نہایت نفرت سے دیکھ رہا ہے۔ ایک نوجوان سے مولوی صاحب نے اپنی خدمات کی ڈینگیں مارنی شروع کیں۔ اپنے امراض گنوائے۔ کہ جیل میں فلاں مرض لگ گیا۔ فلاں مرض ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن نوجوان نے مولوی صاحب کو دندان شکن جواب دیئے۔ احراریوں کو نہایت شرمندگی اٹھانی پڑی۔ شہر میں عام طور پر چرچے کہ بعض شریف غیر احمدی عورتیں بھی احراریوں کی اسلام اور مسلمانوں سے کھلی ہوئی دشمنی کو دیکھکر لعنت اور نفرت کے تحفے پیش کر رہی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہ ہے حقیقت اُن آٹھ کروڑ فرزندانِ توحید کے فرضی نمائندوں کی اسلامی خدمات کی اب دیکھیں مسلمانوں کو جال میں پھنسانے کی کیا شکل اختیار کی جاتی ہے۔

ایک پمفلٹ "بگلے بھگت" بھی شائع ہوا ہے۔ جو نہایت دلچسپ ہے۔ اس میں احراریوں کی مکاریوں کا خوب قلع قمع کیا گیا ہے۔ سمجھدار طبقہ میں اس پمفلٹ نے دلچسپی پیدا کر دی ہے (نامہ نگار)

احمدیوں اور حنفیوں کے متعلق حکومت صوبہ سرحد کا اعلان

حکومت صوبہ سرحد نے ۱۳ جولائی ۳۵ء کو نتھیا گلی سے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں حنفیوں اور احمدیوں کے مابین تنازعات کی صورت تشویشناک ظاہر کی ہے۔ ہم نفسِ اعلان اور اس کی ضرورت پر گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور حکام صوبہ اور افسرانِ حکومت سے تعاون کرنا بغرض قیامِ امن و احترامِ قانون ہمارا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے۔ بلکہ جماعت احمدیہ کا طُغرائے امتیاز ہے۔ اور ہمارے سلسلہ کے اخبار "الفضل" نے اس سے کلی اتفاق اور خوشنودی کا کافی سے زیادہ اظہار کر دیا ہے۔

البتہ اس اعلان میں ہمارے نزدیک چند امور قابلِ توضیح ہیں۔ اوّل تو یہ کہ احمدیوں اور حنفیوں میں من حیث الجماعت کوئی تنازعہ نہیں۔ چہ جائیکہ وہ تشویشناک صورت تک پہونچا ہو۔ ہاں جماعت احمدیہ کے ساتھ ممبرانِ مجلس احرار سرحد کی طرف سے تنازعات پیدا کئے گئے ہیں۔ مگر احرار کا گروہ کل جماعت حنفیہ کے ہم معنے یا مترادف نہیں ہے۔ کیونکہ مجلس احرار صرف چند ماہ سے صوبہ سرحد میں قائم کی گئی ہے۔ اور صدر مجلس احرار کے کارکن شیعہ اور اہلحدیث بھی ہیں۔ صوبہ سرحد میں مجلس احرار کے کارکن زیادہ تر دیوبندی مولوی ہیں۔ جو اہل حدیث سمجھے جاتے ہیں۔ اور حنفیوں میں سے بعض دیوبندیوں کو کافر جانتے ہیں۔ اور اہل حدیث کے نزدیک دیوبندی حنفی کہلاتے ہیں۔ اور ان کے بعض ممبر فرقۂ بہائیہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ بعض اہلحدیث اور بعض شیعہ ہیں۔ اور وکلاء پشاور میں سے بعض ممبر آزاد خیال کانگریسی ہیں پس ان سب کے مجموعہ کو حنفیوں کا نام دینا خلاف واقعہ اور نادرست ہے۔ حنفیوں سے ہمارے تعلقات اور رشتے ہیں۔ اور ان میں سے کثرت ان لوگوں کی ہے۔ جو احرار کی بدزبانی اور شرانگیزی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے جلسوں سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ نیز ہمارے تعلقات ان کے ساتھ خوشگوار ہیں۔ لہٰذا ہمارا اور جماعت احناف کا آپس میں کوئی ناخوشگوار تعلق نہیں۔ آئندہ کا علم خدا کو ہے۔

دوم۔ حکومت کا یہ لکھنا کہ اس کے لئے صحیح مذہبی دلائل اور کسی مذہب کے خلاف اشتعال دلانے والی توہین میں مابہ الامتیاز قائم کرنا مشکل امر ہے۔ ہمارا دل اس بات کو قبول نہیں کرتا۔ کہ صحیح الدماغ اور ذی علم انگریز افسر بھی اس امتیاز کے قائم کرنے کے ناقابل ہوں۔ کسی منصف مزاج انگریز افسر کے لئے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔ کہ ایک مقرر یا معترض نے جو کچھ دوسرے فریق کے بارے میں اپنی تحریر یا تقریر میں کہا ہے۔ اس کا مدعا صرف تنقید غلطی کا اظہار اور تحقیق حق ہے۔ یا وہ اس گروہ کے خلاف پبلک کے جذبات نفرت کو ابھار رہا اور ان کو اشتعال دلا رہا ہے۔ جس کا نتیجہ باہمی جنگ و قتال ہو۔ اگر یہ آخری صورت پیدا ہوتی ہو۔ تو وہ مقرر ضرور قانونِ مروجہ کے رُو سے مجرم ہے۔ اور اس پر مقدمہ چلا کر اس کو سزا دی جانی چاہیئے۔

سوم:۔ گورنمنٹ نے لکھا ہے۔ کہ اس بحث کے متعلق دونوں فریقوں کی طرف سے حال میں جو پبلک بیانات اور الزامات ایک دوسرے کے خلاف شائع کئے جاتے ہیں۔ وہ امنِ عامہ میں خلل ڈالنے اور کھلم کھلا لڑائی تک نوبت پہونچانے والے ہو سکتے ہیں۔ اس جملہ میں جہاں تک جماعت احمدیہ سرحد کا سوال ہے۔ اس کے متعلق ہم اپنی بریت پیش کرتے ہیں اس میں شک نہیں۔ کہ مجلس احرار نے سرحد میں قائم ہوتے ہی پشتو اور اردو میں جو ٹریکٹ یا اشتہارات شائع کئے۔ وہ سخت قابلِ نفرت اور اشتعال انگیز الفاظ میں لکھے گئے۔ جن کی بدزبانی کو مدنظر رکھکر حکومتِ سرحد نے ان میں سے بعض کو ضبط قرار دیا۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اشاعت تحریر میں مجلس احرار سرحد نے قانون کی حد سے تجاوز کیا۔ اسی طرح شہر پشاور میں عبد الودود اور احمد خان احراریوں کو گرفتار کیا گیا۔ اور مردان میں حکیم فضل حق میاں ملا اراللہ اور ملا عبد الحکیم کی گرفتاری اور صدر مجلس احرار سرحد مولوی غلام غوث ہزاروی کا ضلع پشاور سے خارج کیا جانا اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ کہ کارکنانِ مجلس احرار نے تقریروں میں اشتعال انگیزی اور بدزبانی اور نقضِ امن کا ارتکاب کیا۔ مگر برخلاف اس کے جماعت احمدیہ سرحد نے آغازِ تحریک احرار سرحد سے لیکر آج تک نہ تو ان کے خلاف کسی مقام پر کوئی پبلک تقریر کی۔ اور نہ کوئی ایسی تحریر شائع کی۔ جس پر حکومت سرحد کی طرف سے کوئی گرفت ہوئی ہو یہ اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ اس اعلان میں ہر دو فریق کا ایک ہی رنگ میں ذکر درست نہیں۔ اگر افسرانِ بالا کو ماتحت عملہ میں سے کسی نے کوئی غلط رپورٹ دی ہے۔ تو اس کی کوئی اصلیت نہیں۔

چہارم:۔ گورنمنٹ سرحد نے جماعت احمدیہ سرحد اور مجلس احرار کے رہنماؤں سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ اپنا اپنا رسوخ پورے طور پر استعمال کر کے ضبط اور امن قائم کرنے میں ممد ہوں۔ لہٰذا ہم جماعت احمدیہ کی طرف سے گورنمنٹ سرحد کو اطمینان اور یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم حکومت کے ساتھ تعاون اور قانون کا احترام اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ہم نے نہ پہلے قانون شکنی کی۔ اور نہ آئندہ ہوگی۔ البتہ ممبرانِ مجلس احرار سرحد کے نزدیک احترامِ قانون اور تعاونِ حکومت اگر کوئی ضروری امر ہو۔ تو وہ عملاً کرکے دکھلا دیں گے۔ اور حکومت خود دیکھ لے گی۔ کہ کون سا فریق امن کے اعلان پر لبیک کہتا ہے۔

میں امراء و پریذیڈنٹانِ جماعتہائے صوبہ سرحد سے عرض کروں گا۔ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے متعلق پوری احتیاط کریں۔ اور حکومت کو شکایت کا کوئی موقعہ نہ دیں۔ اگر ان کے علاقہ میں ممبرانِ مجلس احرار کوئی قابلِ نفرت تحریر شائع کریں۔ یا تقریر کریں۔ تو وہ اپنے سردار افسرانِ ضلع تک پہونچا کر صورتِ حالات سے مطلع کر دیں۔ باقی قیامِ امن کا انتظام کرنا گورنمنٹ کا فرض ہے۔ احباب یہ بات نوٹ کرلیں۔ اور تمام افرادِ جماعت تک پہونچا دیں۔

(قاضی محمد یوسف عفی عنہ احمدی امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ سرحد)

لاہور کے اندوہناک حالات

لاہور ۲۵ جولائی۔ پانچ دن کی متواتر ہڑتال کے بعد آج لاہور میں مسلمان دوکانداروں نے اپنی ہڑتال ختم کردی۔ تمام بازار حسب معمول کھل گئے اور کاروبار شروع ہوگیا۔ اگرچہ بازاروں میں وہ پہلی سی رونق مفقود ہے جو کرفیو آرڈر اور دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ سے پیشتر تھی۔ بیرونی دیہات کے بیوپاریوں کی آمد و رفت میں بھی بہت کمی ہے۔

آج بعد دوپہر مسلم رضاکاروں کے دو جتھے بازاروں میں سے گشت لگاتے ہوئے مسجد شہید گنج کی طرف گئے۔ لیکن انہیں لنڈے بازار میں روک لیا جاتا رہا اور بغیر کسی گرفتاری کے واپس کردئے گئے۔ ان دونوں جتھوں نے تیسری مرتبہ بھی گرفتار ہونے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آج مسجد وزیر خاں میں گذشتہ دنوں کی نسبت چہل پہل اور رونق مفقود تھی نہ ہی کسی قسم کا جلسہ یا تقریریں ہوئیں البتہ چند مسلم نوجوان کارکن مسجد شہید گنج کی طرف جتھے وغیرہ بھیجنے کے انتظام میں مصروف نظر آتے رہے۔

آج لاہور میں کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ بازار کھلے ہیں اور ہر جگہ دو دو چار چار آدمی اکٹھے ہو کر حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں خصوصیت سے مسلم حلقوں میں زیادہ چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ اور اس ضمن میں مجلس احرار کی مجرمانہ خاموشی اور علماء کے گول مول فتوے پر اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کا بیشتر طبقہ ان دونوں جماعتوں کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار کیا کر رہا ہے کہ جب ان دونوں جماعتوں یعنی مجلس احرار اور علماء کو یہ علم تھا مسلمان نوجوان مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں جو پیش قدمی کر رہے ہیں۔ وہ غلط ہے تو انہوں نے میدان میں آکر کیوں نہ مسلمانوں کو اس سے باخبر کیا۔ جس کا وہ بے شمار مسلمانوں کی جانیں ضائع ہونے کے بعد پوسٹروں اور اعلانوں کے ذریعہ اب اعادہ کر رہی ہیں

۲۷ جولائی کو مجلس احرار کے دفتر کے سامنے مسلم نوجوانوں نے مظاہرہ کیا اور مجلس احرار سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کی زمام قیادت اپنے ہاتھ میں لے لیکن یہ سب کچھ ہونے اور جاننے کے باوجود مجلس احرار نے جو مجرمانہ خاموشی اختیار کی۔ وہ ناقابل تلافی ہے۔ اور بے شمار مسلم نوجوانوں کے گولی سے ہلاک ہو جانے کے بعد مجلس احرار کا یہ بیان کہ مسلم نوجوانوں نے جو راستہ اختیار کیا وہ غلط تھا بے معنی ہے۔

مجلس احرار کے کارکنوں اور ان کے پیرؤوں کی طرف سے اس تحریک کے خلاف ہر ممکن پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور مجلس احرار کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے طرح طرح کے حیلے حوالے پیش کئے جاتے ہیں لیکن عام مسلمانوں میں احراریوں کے خلاف جو نفرت و حقارت کے جذبات بھڑک اٹھے ہیں اس کے پیش نظر معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ ان کو مسلمانوں میں وہ ہردلعزیزی حاصل ہونی مشکل ہے جو اس حادثہ جانکاہ سے پیشتر تھی۔

پولیس اور گورہ فوج کے پہرے کوتوالی اور مسجد شہید گنج کے گرد حسب معمول متعین ہیں۔ سول سٹیشن چوک مسجد دال گراں میں بھی گورکھا فوج کی کمپنیاں ڈیرے ڈالے پڑی ہیں۔ ٹریفک بدستور جاری ہے۔

(مسلم نیوز ایجنسی)

لاہور کے بعض مسلمانوں نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ ہم اس مذہبی معاملہ میں شریعت کے مطابق قدم اٹھانا چاہتے تھے۔ سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری تھا کہ اس مسئلہ میں شرعی نقطہ نگاہ کیا ہے چنانچہ کئی اجلاس قانونی اور مذہبی نقطہ خیال سے بحث و تمحیص کے لئے منعقد ہوئے۔ ان مباحث میں تمام حضرات نے یہ نظریہ بیان کیا کہ جب کسی جگہ کو ایک دفعہ بطور مسجد استعمال کیا جائے۔ تو وہ ہمیشہ مسجد ہی رہتی ہے۔ لیکن اگر کسی ایسے مقام کو دوبارہ بطور مسجد استعمال کرنے کی ضرورت نہ رہے تو پھر اسے مستقل طور پر بند کر دینا چاہئے۔ اور اس میں داخل ہونے کی کسی کو بھی اجازت نہ ہونی چاہئے۔ ہم نے اس وقت سکھ بھائیوں سے مسجد کے متعلق گفت و شنید شروع کردی اور ان کے سامنے تجویز پیش کی۔ کہ اگر مسجد کا اصل رقبہ جس پر اب کوئی عمارت نہیں مستقل طور پر بند کر دیا جائے۔ اور اس پر کوئی اور عمارت تعمیر نہ کی جائے۔ تو اس سے مسلمانوں کی تشفی ہو سکتی ہے کیونکہ یہی ایک طریقہ شریعت کے مطابق تھا۔ لیکن ہمارے سکھ بھائیوں نے اس تجویز کو تسلیم کرنے سے قطعی انکار کر دیا ہم نے انتہائی کوشش کی۔ کہ سکھ مسلمانوں کا یہ مطالبہ منظور کر لیں۔ کہ مسجد کی زمین کے گرد دیوار تعمیر کر دی جائے۔ اور اس پر وہ کوئی اور عمارت تعمیر نہ کریں لیکن ہمیں سکھوں سے اب کسی قسم کی توقع نہیں رہی۔ ہم اس بات کو بھی خوب محسوس کرتے ہیں۔ کہ اس فیصلہ کے پیش نظر جس کے رو سے مسجد سکھوں کی ملکیت قرار دیدی گئی تھی۔ حکومت کے لئے مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کر دینا مشکل ہے ان حالات کے مد نظر کیا مسلم پبلک کو ایسا طرز عمل اختیار کرنے کی اجازت دے دینی چاہیئے۔ جس سے باوجود بڑی سے بڑی قربانی کے بھی کوئی مفید نتائج برآمد نہ ہوں۔ ہماری رائے میں مسلمانوں کو اپنی قوتیں کسی تعمیری کام پر صرف کرنی چاہئیں۔ ہم مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ اپنے آپ کو منظم کریں۔ اور متفقہ اور متحدہ طور پر پراونشل لیجسلیچر میں اپنی مساجد قبرستانوں اور اوقاف کا ایک قانون منظور کرائیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

کلکتہ ۲۵ جولائی۔ ۲۴ جولائی کو گرڈیہہ میں ایسٹ انڈین ریلوے کی ایک کوئلے کی کان پھٹ جانے سے ۲۶ آدمی ہلاک اور پچاس زخمی ہوئے۔ یہ حادثہ مائینہ گیس کو اتفاقاً آگ لگ جانے کی وجہ سے ظہور میں آیا۔

بمبئی ۲۵ جولائی۔ سونا حاضر ۳۴ روپے ۱۲ر چاندی حاضر ۷ روپے ۱۵ر گندم ستمبر ۴ روپے ۴ر

لاہور ۲۵ جولائی۔ آج ڈیڑھ بجے رات سٹیشن کے قریب ایک شخص عبدالکریم نامی نے دوسرے شخص محمد شفیع پر گولی چلادی۔ مضروب کا بیان ہے۔ کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ رائل ہوٹل میں ٹھیرا ہوا تھا۔ گذشتہ شب ہوٹل کے مالک عبدالکریم نے اس کی بیوی کی چارپائی پر مجرمانہ حملہ کیا۔ جب وہ اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگا۔ تو عبدالکریم نے مڑ کر اس پر فائر کر دیا۔ ملزم گرفتار کر لیا گیا ہے۔

ہیگ (بلجیم) ۲۳ جولائی حکومت پر اعتماد کی حمایت کرنے سے کیتھولک اور سوشلسٹ لیڈروں نے انکار کر دیا ہے۔ جس سے چیمبر میں بہت جوش پیدا ہو گیا ہے وزیر اعظم نے بحث کے التوا کا مطالبہ کیا ایوان نے اسے منظور کر لیا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یا تو کیبنٹ مستعفی ہو جائے گی یا چیمبر کو توڑنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

لاہور ۲۵ جولائی۔ کل مسٹر بیدی آئی۔ سی۔ ایس نے فیصلہ کیا۔ کہ ایک سکھ ایک سے زیادہ کرپان رکھ سکتا ہے اور اس کا ایک سے زیادہ کرپان رکھنا قانون کی زد میں نہیں آتا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرے گی۔

نتھیا گلی۔ ۲۵ جولائی۔ گورنمنٹ سرحد نے ایبٹ آباد کی دوبارہ تعمیر میں امداد دینے کے لئے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ میونسپلٹی کو مالی امداد دے گی۔ اور انفرادی طور پر بھی معمولی شرح سود پر قرضہ دے گی ایک نیا فائر انجن خریدنے کے لئے بھی میونسپلٹی کو گرانٹ دی جائے گی۔

کراچی ۲۴ جولائی۔ انڈین مرچنٹس ایسوسی ایشن نے حکومت بمبئی سے درخواست کی ہے۔ کہ صوبہ بمبئی میں ہندی زبان کو قومی زبان سمجھا جائے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی